جناب مظفر عباسی ایم اے

# عالمی زبان اور عربی

عربی زبان بین الاقوامی مشترک زبان بننے کی صلاحیت رکھتی ہے

فاضل مقالہ نگار کو لسانیات سے خاصہ شغف ہے۔ قارئین الحق "عربی عالمی زبانوں کی ماخذ" جیسے گرانمایہ مضمون کی شکل میں ان سے متعارف ہیں۔ اس مضمون میں انہوں نے عربی زبان کی ترویج کے سلسلہ میں اہل علم کو متوجہ کرنا چاہا ہے۔ اور اس ضمن میں ایک نئی تجویز پیش کی ہے جو عربی زبان سے دلچسپی رکھنے والوں کو خصوصاً اور عام مسلمانوں کو عموماً دعوت فکر دے رہی ہے۔ موصوف نے اسپرانتو اردو ریڈر کے نام سے حال ہی میں ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ پیش نظر مضمون میں ان کی پیش کردہ تجویز کا خلاصہ یہ ہے کہ کیوں نہ اسپرانتو زبان (جسے ساری دنیا کی مشترک اور حقیقی معنوں میں بین الاقوامی زبان قرار دیا جا رہا ہے۔ اور یورپ کے بہت سے ممالک میں مقبولیت حاصل کر رہی ہے) کی طرز پر عربی ماخذوں پر مشتمل ایک نئی زبان مرتب کی جائے یا بنیادی انگریزی کی طرز پر آسان عربی مرتب کی جائے ــــــ ہم قارئین، اہل علم اور پڑھے لکھے حضرات سے اس مضمون پر اظہار خیال کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ "مدیر"

★

یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ زبان کا اتحاد خیالات و نظریات اور احساسات کے اتحاد کا واحد ذریعہ ہے۔ لیکن حقیقت بہر نوع مسلّم ہے کہ زبان کا اتحاد انسانوں میں اتحاد کا ایک اہم اور نہایت ہی مؤثر ذریعہ ہے۔ لاطینی زبان کے زوال کے بعد یورپ میں جو لسانی اختلافات اور انارکی پیدا ہوئی اس نے پورے برّاعظم کے امن کو تاخت و تاراج کیا۔ اور سب جانتے ہیں کہ اہل یورپ ایک نسل اور ایک مذہب کے پیرو ہوتے ہوئے بھی نہ صرف اپنے بلکہ ساری دنیا کے امن کے لئے کل بھی خطرہ تھے اور آج بھی خطرہ ہیں۔ ہمیں اس حقیقت سے انکار نہیں کہ اہل یورپ میں اختلافات کی مختلف وجوہ ہیں، صرف زبان کا اختلاف ہی ان میں انتشار کا باعث نہیں بلکہ سیاسی اقتصادی اور نظریاتی اختلافات بھی نیز سامراجی اور عالمی سیادت کے عزائم اور ہوس نے بھی ان کے مابین بغض و حسد اور اشتات و انتشار کی کیفیت پیدا کر دی ہے اور یہ صورت حال ماضی میں

بھی عالمی امن کے لئے خطرناک ثابت ہو چکی ہے اور آج بھی صلح و آشتی کی راہ میں سنگِ گراں ہے۔ اس حقیقت کے باوجود یہ امر بھی مسلّم اور اپنی جگہ پوری طرح اہمیت کا مالک ہے کہ زبان کے اختلافات نے اہلِ یورپ کو ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہونے میں اہم اور اساسی کردار ادا کیا ہے۔

زبان کا اختلاف انسانوں میں شکوک و شبہات کو جنم دیتا اور افہام و تفہیم کی راہوں کو مسدود کر دیتا ہے، جب لوگ ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھ پاتے تو وہ ایک دوسرے کے احساسات و جذبات کا احترام بھی نہیں کر سکتے۔ نیز زبان کا اختلاف سیر و سیاحت، تجارت اور بین الاقوامی معاملات کے سمجھنے میں بھی مشکلات کا باعث ہے۔ علوم کی اشاعت، نظریات و عقائد کی تبلیغ اور سائنس کی ترقی میں بھی زبان کا اختلاف دقتیں پیدا کر دیتا ہے۔ یورپ کے ماہرین علم لسانیات نے زبانوں کے اختلاف کے باعث پیدا ہونے والی مشکلات اور ان کے عواقب نتائج کا احساس کرتے ہوئے اس اختلاف کو دور کرنے کی متعدد بار کوشش کی ہے۔ چنانچہ ۱۸۸۷ء میں پولینڈ کے ایک ماہر علم لسانیات نے اسپرانتو (ESPERANTO) نام کی ایک زبان ایجاد کی اس زبان کا ذخیرہ الفاظ یورپ کی زبانوں کے مشترک ماخذ لاطینی سے ماخوذ ہے۔ زبان نہایت سادہ آسان اور ہر قسم کے خیالات کے اظہار کے قابل ہے۔ اور لطف یہ کہ آپ چند ہفتوں میں اسپرانتو سیکھ کر یورپ میں بولی جانے والی کم و بیش تمام ترقی یافتہ اور زندہ زبانوں میں شدید اور معمولی واقفیت پیدا کر سکتے ہیں۔ اس زبان کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ کسی خاص ملک قوم مذہب یا تہذیب کی زبان نہیں بلکہ سب کی مشترک اور خاص کر اہلِ یورپ کی اپنی قدیم زبان لاطینی کی ایک شائستہ اور مناسب صورت ہے۔

اہلِ یورپ نے اس زبان کو جو ان کے حسبِ حال اور حسبِ ضرورت تھی خوش آمدید کہا اور آج یورپ چھوڑ ایشیا اور امریکہ میں بھی اسپرانتو کی اشاعت اور ترویج کے لئے کام ہو رہا ہے۔ چین سے کئی ایک رسالے اور چیئرمین ماؤ کی تصانیف نیز اشتراکی اصولوں کی نشر و اشاعت کے لئے کتابیں اسپرانتو میں شائع کی جا رہی ہیں۔ پیکنگ ریڈیو سے یورپ امریکہ اور ایشیا کے لئے الگ الگ اسپرانتو میں خبریں تبصرے اور تقریریں روزانہ نشر کی جاتی ہیں۔ یہی حال برطانیہ کا ہے۔ بی۔ بی سی سے دوسری زبانوں کے پروگراموں کے ساتھ ساتھ اسپرانتو زبان میں بھی پروگرام نشر ہوتے ہیں۔ امریکہ (ریاست ہائے متحدہ) اور لاطینی امریکہ میں بھی درجنوں نہیں سینکڑوں ادارے اور انجمنیں اسپرانتو کی اشاعت اور ترویج کے کام میں مصروف ہیں، عیسائیت کی تبلیغ کرنے والے کئی ادارے اپنی کتابیں اور لٹریچر اس مصنوعی زبان "اسپرانتو" میں شائع کرتے ہیں۔ سر عبدالقادر مرحوم نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے۔ کہ "پیرس (فرانس) برلن

(جرمنی) اور لندن (برطانیہ) میں بڑی بڑی دوکانوں پر لکھا ہوتا ہے کہ یہاں اسپرانتو بولی جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ اہل یورپ نے ساری دنیا اور خاص کر براعظم یورپ میں بسنے والی اقوام میں زبانوں کے اختلاف کے باعث پیدا ہونے والی مشکلات پر قابو پانے کے لئے اسپرانتو نام کی ایک مصنوعی زبان ایجاد کر لی ہے۔

بیسویں صدی کے شروع میں برطانیہ کے اقتدار کا سورج نصف النہار پر تھا۔ دنیا میں شمالی امریکہ سے لیکر مشرقِ بعید میں آسٹریلیا تک بیشمار نوآبادیوں پر تاج برطانیہ کا سایہ تھا۔ اور واقعی برطانیہ کی حکومت پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ برطانوی حکمرانوں نے سو سال تک سر توڑ کوشش کی کہ ان کے زیر تسلط اور مقبوضہ ممالک میں انگریزی زبان رائج ہو جائے۔ تاکہ اقتدار کے استحکام میں آسانی کے ساتھ ساتھ عیسائیت کی تبلیغ کا کام بھی آسان ہو سکے۔ لیکن ان کی بدقسمتی یہ تھی کہ انگریزی زبان کسی اصول قاعدے اور قانون کی پابند نہیں، اور اس کا مختلف ممالک میں رائج کرنا نہایت ہی مشکل تھا۔ چنانچہ انہوں نے عام انگریزی کی ترویج سے مایوس ہو کر بنیادی انگریزی (BASIC ENGLISH) کے نام سے ایک آسان اور نسبتاً قواعد وضوابط کے مطابق زبان مرتب کی۔ یہ زبان "اسپرانتو" کی طرح ایک الگ اور مستقل زبان نہ تھی بلکہ انگریزی زبان کے پونے دو لاکھ ذخیرہ الفاظ میں چنے ہوئے آٹھ سو پچاس کلمات پر مشتمل انگریزی ہی کی ایک آسان صورت تھی، انگریزوں نے اس زبان یعنی بنیادی انگریزی کی اشاعت اور ترویج کے لئے پوری پوری کوشش کی۔ برطانوی افواج جن میں مختلف اقوام کے لوگ مختلف زبانیں بولنے والے شامل تھے، ان میں بنیادی انگریزی کو لازمی نصاب کی حیثیت سے رائج کیا گیا۔ اور ۱۹۴۷ء میں فوجی افسروں کے لئے بنیادی انگریزی کا سیکھنا لازمی قرار دیدیا گیا۔ اس موقع پر اسپرانتو اور بنیادی انگریزی کی ساخت میں جو اساسی فرق ہے، اس کا ذہن نشین ہونا ضروری ہے۔

"اسپرانتو" ایک مستقل زبان ہے جس کے کلمات لاطینی زبان سے ماخوذ ہیں اور آپ اسپرانتو سیکھ کر لاطینی زبان کے مادوں (ROOTS) کے ذریعے یورپ کی بہت سی زبانوں سے متعارف ہو سکتے ہیں۔

"بنیادی انگریزی" اسپرانتو کی طرح کوئی مستقل زبان نہیں بلکہ یہ انگریزی ہی کے ذخیرۂ الفاظ کو محدود کر کے اس میں سہولت اور باقاعدگی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بنیادی انگریزی سیکھ لینے کے بعد دنیا کی دوسری زبانوں سے تعارف کی صورت تو پیدا نہیں ہو سکتی، البتہ انگریزی زبان آسان ہو جاتی ہے ــــ حاصل کلام یہ کہ:

۱. دنیا میں زبانوں کا اختلاف انسانوں میں اختلاف کا باعث ہے۔

۲- ایک مشترک زبان اپنائی جائے تو انسانوں میں اختلاف ختم نہ ہو تو بھی اسکی شدت میں کمی واقع ہو جائے گی۔

۳- مشترک عالمی زبان کی ضرورت کو شدّت سے محسوس کیا جا رہا ہے۔

۴- "اسپرانتو" عالمی زبان کی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ایجاد کی گئی ہے، اس کے کلمات، لاطینی زبان کے مادوں سے ماخوذ ہیں۔

۵- بنیادی انگریزی کوئی نئی زبان تو نہیں البتہ انگریزی کے محدود ذخیرہ الفاظ سے اس انداز میں مرتب کی گئی زبان ہے کہ اس کا سیکھنا عام انگریزی کے مقابلے میں نہایت آسان ہے۔

یہ تمہیدی معروضات ہیں۔ گو ان میں طوالت ہے، لیکن مقصد کی وضاحت کیلئے یہ طوالت ناگزیر تھی۔ تاہم معذرت خواہ ہوں۔

میری معروضات کا اصل مقصد دوستوں اور خاص کر عربی زبان کے علماء اور عالمی امن اور بالخصوص مسلمان ممالک میں روابط اور تعلقات کی ضرورت کا احساس رکھنے والے حضرات کی خدمت میں یہ تجویز پیش کرنا ہے کہ وقت اور حالات کے تقاضوں کے پیشِ نظر ہمیں ایک ایسی زبان کا انتخاب کرنا ہے جو ساری دنیا میں بالعموم اور مسلمان ممالک اور علاقوں میں بالخصوص ثانوی زبان کے طور پر رواج پا سکے۔ ہمارا مقصد کسی مقامی یا علاقائی زبان کی مخالفت یا اسکی جگہ لینا نہیں بلکہ جس طرح اہلِ یورپ اسپرانتو کو ثانوی زبان کی حیثیت سے رواج دینے کی کوشش کر رہے ہیں، اسی طرح مسلمان بھی کسی مشترک زبان کو ثانوی درجے کی زبان کی حیثیت سے اپنا لیں۔

موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ دنیا کے ۱۳۶ بڑے ممالک میں سے کوئی ایک ملک بھی ایسا نہیں جس میں مسلمان آباد نہ ہوں۔ ۲۵ کے قریب ممالک میں تو مسلمان سیاسی اقتدار کے مالک ہیں اور کم و بیش اتنے ہی ممالک میں ان کی حیثیت طاقتور اور سب سے بڑی اقلیت کی ہے۔ ساری دنیا میں اسّی، نوّے کروڑ کے قریب مسلمان آباد ہیں۔ اور ان میں زبانوں کے اختلاف کی یہ صورت ہے کہ صرف پاکستان میں دو درجن کے قریب زبانیں بولی جاتی ہیں۔ رقبہ کے اعتبار سے ہمارے سب سے بڑے صوبے بلوچستان میں بولی جانے والی زبانوں سے ملک کی اکثریت بے خبر ہے۔ یہی حال ہمسایہ ممالک کا ہے۔ انڈونیشیا کے لوگ ملایا والوں کی زبان سے بے خبر ہیں۔ بنگلہ دیشی اردو نہیں جانتے بلکہ اردو سے ایک گونہ نفرت کرتے ہیں۔ پاکستان میں ہمسایہ ممالک کی زبان فارسی اور پشتو کی جو حالت ہے وہ سب پہ واضح ہے۔ عرب ترکوں کی زبان سے نابلد ہیں اور ترک عربی سے نالاں ہیں۔ انہیں شکایت ہے کہ

عربی نے ترکی کو پسماندہ رکھا ہے۔ افریقہ کے مسلمان ممالک میں زبانوں کے اختلافات کے باعث جو اجنبیت اور غیریت کا احساس پایا جاتا ہے۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں، ایک پاکستانی کے لئے بیس ہزار میل دور کینیڈا اور امریکہ میں جاکر ملازمت کرنا آسان ہے بہ نسبت بنگلہ دیش ملایا یا انڈونیشیا کے، اس لئے کہ ان ممالک کی زبانیں مختلف ہیں۔

ابھی کل کی بات ہے کہ لاہور میں مسلم سربراہ کانفرنس ہوئی تو مسلمانوں نے آپس میں بات چیت انگریزی، فرانسیسی وغیرہ زبانوں کی مدد سے کی، اور سوائے چند عرب ملکوں کے باقی کسی دو ملک کے سربراہ اور ان کے نمائندے ترجمان کی مدد کے بغیر ایک دوسرے کی ملکی زبان میں بات چیت کے اہل نہ تھے۔

ان حالات کے پیش نظر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا بھر کے مسلمان کسی ایک زبان کا بطور مشترک ثانوی زبان کے اپنے لئے انتخاب کریں۔ یہ تجویز پیش کرتے وقت ہم سب کی نظریں عربی کی طرف اٹھتی ہیں۔ بیشک عربی میں یہ صلاحیت بدرجۂ اتم موجود ہے کہ اسے تمام مسلمان ملکوں اور علاقوں کی مشترک ثانوی زبان کا درجہ دیا جائے، لیکن دقت یہ ہے کہ عربی زبان خاصی مشکل ہے۔ اور آج کا انسان جو مصروف ترین زندگی گذارتا ہے۔ عربی زبان کے سیکھنے میں زیادہ وقت صرف کرنے کیلئے تیار نہیں۔ یہ درست ہے روزمرہ کی بول چال کی حد تک عربی زبان سال ڈیڑھ سال میں سیکھی جاسکتی ہے لیکن سوال وہی وقت اور مصروفیات کا ہے۔ اسپرانتو صرف تین ہفتوں یعنی اکیس روز میں سیکھی جاسکتی ہے۔ اور بنیادی انگریزی کے سیکھنے میں صرف تین ماہ صرف ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود لوگ اسپرانتو اور بنیادی انگریزی کی طرف ضرورت کے مطابق توجہ نہیں دے رہے۔ جبکہ ان زبانوں کی سرپرستی کرنے والی طاقتیں سیاسی اعتبار سے خاصی مستحکم ہیں۔ یہ درست ہے کہ عربی میں مسلمانوں کے لئے مذہبی زبان ہونے کی حیثیت سے کشش ضرور ہے، لیکن یہاں صورت حال یہ ہے کہ خدا معاف کرے ہمارا مذہب سے بھی واجبی سا ہی تعلق ہے۔ سرکاری مدارس میں جہاں عربی اختیاری زبان کی حیثیت سے سکھائی جاتی ہے وہاں عربی کے طلبہ کی تعداد دوسرے مضامین کے طلبہ کے مقابلے میں سب سے کم ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ :-

۱۔ اسپرانتو کے انداز پہ عربی زبان کے مادوں ( ROOTS ) کو ماخذ قرار دیکر اگر ایک زبان تیار کر لی جائے تو مسلمان ممالک۔ اور علاقوں کے لئے مشترک ثانوی زبان کی ضرورت کو بآسانی پورا کیا جا سکتا ہے۔ عربی زبان کے ہزاروں مادے قرآن احادیث اور نماز میں پڑھی جانے والی مسنون دعائیں وغیرہ کے سبب تمام مسلمانوں میں رائج اور عام ہیں۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ لسانیات کے اصولوں

کے مطابق ان مادوں کو ترتیب دیکر کلمات اور مشتقات وضع کئے جائیں اور پھر صرف و نحو کے چند سادہ سے قاعدے مقرر کر کے مرکبات اور جملوں کی ترتیب و ترکیب کا اہتمام کیا جائے، چونکہ اس مصنوعی زبان کے کلمات عربی مادوں سے ماخوذ اور مشتق ہوں گے، اس لئے اس زبان کے سیکھ لینے سے اصل عربی کا سیکھنا بھی آسان ہو جائے گا، بالکل اسی طرح جس طرح "اسپرانتو" کے سیکھ لینے سے یورپ کی ان درجنوں زبانوں کا سیکھ لینا آسان اور سہل ہو جاتا ہے، جن کے کلمات لاطینی زبان سے ماخوذ ہیں۔

اس کام کے لئے یعنی عربی زبان کے مادوں سے ماخوذ اور مشتق کلمات کی اساس پر نئی عالمی زبان مرتب کرنا جس طرح اہل یورپ نے اسپرانتو مرتب کی ہے۔ ضروری ہے کہ ہمیں لسانی نفسیات سے واقفیت ہو، اور اس سلسلہ میں "اسپرانتو" ہماری مدد کر سکتی ہے۔ ہم اسپرانتو کے مطالعہ سے بخوبی جان سکتے ہیں کہ "اسپرانتو" مرتب کرنے والوں کے سامنے کیا کیا مسائل اور امور تھے۔ نیز "اسپرانتو" کی خامیوں کے پیش نظر ہم اپنی مجوزہ زبان کو زیادہ آسان سہل اور باترتیب بنا سکتے ہیں۔ اگر اسپرانتو تین ہفتوں میں سیکھی جا سکتی ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ ہماری مجوزہ زبان اس سے بھی کم مدت میں نہ سیکھی جا سکے "اسپرانتو" مرتب کرنے والوں کے سامنے ایک مشکل یہ بھی تھی انہیں لاطینی زبان کی کم و بیش اکتیس شاخوں کا خیال اور احترام پیش نظر تھا۔ پولینڈ کے ماہر لسانیات ڈاکٹر زامن ہوف جس نے اسپرانتو کا ابتدائی خاکہ تیار کیا وہ صرف پولینڈ ہی کی زبان کا احترام کر کے کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ اسے جرمن۔ فرانسیسی۔ اطالوی۔ سپینش اور انگریزی وغیرہ زبانوں اور ان زبانوں کے بولنے والوں کے مزاج اور نفسیات کا احترام بھی مقصود تھا۔ یہ دقت ہمارے لئے نہیں ہو گی اس لئے کہ عربی زبان لاطینی کی طرح شاخ در شاخ بٹ کر تباہ نہیں ہو گی، بلکہ خدا کے فضل سے زندہ اور جاندار زبانوں کی پہلی صف میں ہے۔ اور مسلمان ممالک اور علاقوں میں بولی جانے والی زبانوں میں عربی کے بیشمار کلمات اور مادے اپنی اصلی اور حقیقی شکل و صورت کے ساتھ موجود ہیں، ہمارا کام صرف یہ ہو گا کہ مختلف ملکوں اور علاقوں کے مسلمانوں میں رائج زبانوں میں عربی کے جس قدر مشترک مادے اور کلمات رائج ہیں، انہیں جمع کر لیں اور جو کمی رہ جائے اسے قرآن اور احادیث کے کلمات سے پورا کرنے کی کوشش کریں۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ "بنیادی انگریزی" کی طرز پر عربی کے محدود الفاظ کا ذخیرہ مرتب کیا جائے اور اس ذخیرے کو بنیاد اور اساس بنا کر آسان عربی مرتب کی جائے۔ یہ عربی بنیادی انگریزی کی طرح ہو گی یعنی کوئی نئی زبان نہیں ہو گی بلکہ عربی ہی کی ایک محدود اور مختصر صورت ہو گی۔ اس کے لئے ہمیں ایسے کلمات کا انتخاب کرنا ہو گا جن کے استعمال میں صرف و نحو کی مشکلات اور پیچیدگیاں حائل نہ ہوں۔ مثلاً

وہ آیا" کیلئے بجائے "جاءَ" کے "قَدِمَ" اور "اس نے کھایا" کیلئے بجائے "اَکَلَ" "طَعِمَ" یا "اس نے دیکھا" کیلئے بجائے "رأی" کے "نَظَرَ" استعمال کیا جائے تو تعلیلات کی الجھن سے بچا جاسکتا ہے۔ اسی طرح "تثنیہ" اور جمع مکسر کے پیچیدہ اور باریک قواعد سے احتراز کیا جانا ممکن ہے۔

مختصر یہ کہ:

۱۔ عربی مادوں (ROOTS) سے ماخوذ کلمات پر مشتمل ایک نئی عالمی زبان ترتیب دی جائے جسطرح اہل یورپ نے اسپرانتو ترتیب دی ہے۔

۲۔ موجودہ عربی کے محدود کلمات اور محدود قواعد سے ایک قسم آسان عربی مرتب کی جائے جسطرح انگریزوں نے بنیادی انگریزی مرتب کی ہے۔

۳۔ پہلی صورت پر عمل کیا جائے تو ایک ایسی عالمی زبان حاصل ہوگی جس کا سیکھنا اسپرانتو سے بھی زیادہ آسان ہوگا۔

۴۔ دوسری صورت پر عمل کرنے سے ایک آسان عربی تیار ہو جائے گی جو اسپرانتو کی طرح آسان تو نہیں ہوگی تاہم بنیادی انگریزی کی نسبت بہر حال آسان تر ہوگی اور اس کے سیکھنے سے عام عربی کا سیکھنا آسان ہو جائے گا۔

ممکن ہے کہ ہماری اس تجویز کے بارے میں کوئی صاحب یہ خیال فرمائیں کہ ہم مذہبی تعصب کا شکار ہیں۔ یا ہمیں اسپرانتو کی مقبولیت پسند نہیں۔ سو عرض ہے کہ بات تعصب یا پسند اور ناپسند کی نہیں بلکہ اصل مسئلہ وحدتِ زبان کا ہے۔ زبانوں کی کثرت نے انسانوں میں اختلافات کو شدید سے شدید تر بنا ڈالا ہے۔ اب اگر دنیا کے اسّی یا نوّے کروڑ مسلمان جو کم وبیش ایک صد بڑی اور ایک ہزار چھوٹی زبانوں اور بولیوں کے اختلافات کے باعث ایک دوسرے کے احوال و مسائل اور احساسات و جذبات سے بے خبر ہیں، اگر یہ سارے لوگ ایک ثانوی زبان پر متفق ہو جائیں تو اس سے اسپرانتو کے مقصد کو تقویت ہی حاصل ہوگی۔ اگر اسپرانتو والے یورپ امریکہ اور بعض ایشیائی ممالک کو اسپرانتو کی ثانوی حیثیت پر متفق کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور مسلمان اسی قسم کی کسی دوسری زبان پر اتفاق کر لیتے ہیں تو گویا انسانیت جو زبانوں کے تین ہزار خانوں میں بٹی ہوئی ہے، آزاد ہو کر دو ثانوی زبانوں پر متفق ہو جاتی ہے۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی، کہاں تین ہزار زبانیں اور کہاں صرف "دو" زبانیں اور وہ دو بھی ایسی کہ دونوں مصنوعی دونوں سائنٹیفک دونوں قاعدے قانون کی پابند اور دونوں سہل اور آسان۔ اس قدر آسان کہ تین ہفتے میں ایک اور اتنے ہی دنوں میں دوسری زبان سیکھی جاسکتی ہے۔ غرض عربی کی اساس پر نئی زبان کی ترتیب اور اسکی

اشاعت وترویج کا کام اسپرانتو کی مخالفت نہیں بلکہ اس کے مقاصد کی تائید اور اغراض کی تکمیل ہی کی ایک صورت ہے۔

جو اصحاب نیازمند کی اس تجویز پر تبادلہ خیالات کرنا چاہیں وہ حسب ذیل پتہ پر خط وکتابت فرما سکتے ہیں۔ (مضطر عباسی۔ ۲۲۸۔ لوئر مال۔ مری)

# ٹنڈر نوٹس

منظور شدہ ٹھیکیداروں سے ذیل کے کاموں کے لئے مندرجہ ذیل تاریخوں کو ٹنڈر مطلوب ہیں جو کہ ہر کام کے آگے درج ہے۔

| نمبر شمار | کام کی نوعیت | تخمینی لاگت | زرِ ضمانت | میعادِ کار | ٹنڈر کھولنے کی تاریخ |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | تعمیر سٹاف نرسنگ ہوسٹل | ۴۵ لاکھ | ۹۰ ہزار | ۱۸ ماہ | ۱۲ اکتوبر ۷۶ء |
| ۲ | تعمیر ہوسٹل برائے ڈاکٹرو سرجن | ۲۴ لاکھ | ۴۸ ہزار | ۱۵ ماہ | ۱۳ اکتوبر ۷۶ء |
| ۳ | تعمیر ہوسٹل برائے نرسنگ طالبات | ۴۰ لاکھ | ۸۰ ہزار | ۱۸ ماہ | ۱۴ اکتوبر ۷۶ء |

(۱) ٹنڈر فارم ۱۱ اکتوبر کو جاری کئے جائیں گے اور ۱۲، ۱۳ اور ۱۴ اکتوبر کو ۱۱ بجے تک وصول کئے جائیں گے اور اوپر دی گئی تاریخوں کو ۱۲ بجے دن فرموں، ٹھیکیداروں یا ان کے نمائندوں کے سامنے کھولے جائیں گے۔

(۲) زرِ ضمانت ڈپٹی پروجیکٹ ڈائریکٹر کے نام کسی بھی منظور شدہ بنک سے کال ڈیپازٹ کی صورت میں حیات شہید ٹیچنگ ہسپتال پشاور میں وصول کئے جائیں گے۔

(۳) سادہ ٹنڈر فارم زیر دستخطی کے دفتر سے -/۱۰۰ روپے ناقابلِ واپسی کی صورت میں حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

(۴) زیر دستخطی یہ حق محفوظ رکھتا ہے کہ کوئی وجہ بتلائے بغیر تمام ٹنڈر منظور یا نامنظور کردے۔

(۵) دوسری معلومات کسی بھی دن ماسوائے اتوار اور سرکاری چھٹی کے صبح ساڑھے سات بجے تا ڈیڑھ بجے دوپہر تک ڈپٹی پروجیکٹ ڈائریکٹر حیات شہید ٹیچنگ ہسپتال پشاور کے دفتر سے معلوم کی جاسکتی ہیں۔

INF (P) ۱۲۳۹ دستخط/ محمد سلیم جاوید ڈپٹی پروجیکٹ ڈائریکٹر حیات شہید ٹیچنگ ہسپتال پشاور


**بہترین ماربل**

دفاتر، بنگلوں، دکانوں، شوروم اور دیگر عمارات کی خوبصورتی اور آرائش کے لئے ماربل دیدہ زیب اور جاذب نظر ماربل خریدنے کے لئے

صوابی ماربل کارپوریشن لمیٹڈ مردان (نوشہرہ روڈ) فون نمبر ۲۵۰۳